مسئلہ

طلاقِ ثلاثہ

تصنیفِ لطیف

مجددِ مسلکِ اہلِ سنت

خطیبِ پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

شوروم ۱: گنج بخش روڈ، لاہور

شوروم ۲: الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

پیش لفظ

مبلغِ اعظم اہلسنت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نے مختلف مسائل پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بہترین تحقیق کے ساتھ ضخیم اور جامع کتب اور رسائل تحریر فرمائے ہیں، جن کی اہمیت اور افادیت ان کا ہر قاری بخوبی جانتا ہے۔ ان مسائل کو دیکھنے کا مقصد جہاں اپنے مسلک کی ترجمانی اور حقانیت کا اظہار ہے وہاں ان لوگوں کی رہنمائی بھی ہے جو دین مذہب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے دین فروش ملاؤں کے غلط فتوؤں اور غلط تبلیغ کے سبب گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کیلئے ضروری ہے کہ صحیح عالمِ دین جو قرآن کی تفسیر کی آڑ میں اپنی تفسیر نہ کرے اور دین و مذہب کے نام پر سیاسی اور دنیوی کاروبار نہ چلائے بلکہ اعلائے کلمۂ حق میں جسے کوئی باک نہ ہو اور جو خوفِ خدا و رسول (عزّ وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) رکھتا ہو وہ صحیح تحقیق جمع کردے تاکہ خلقِ خدا اس سے استفادہ کرسکے۔

زیرِ نظر کتابچہ طلاقِ ثلاثہ مولانا اوکاڑوی کی علمی تحقیق کا ثمرہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں اکثر قوانین، برادیوں کی تنظیموں اور پنچایتوں کے فیصلے قرآن وسنت کے خلاف ہوتے ہیں مگر اکثریت ان کے نقصانات سے بے خبر ہے۔

طلاق کا مسئلہ بھی ان میں سے ایک اہم بنیادی مسئلہ ہے کیونکہ اِس کا تعلق معاشرے کے ان دو افراد سے ہے جو افزائشِ نسل کا موجب ہے۔ اگر ان کا تعلق ہی صحیح نہ ہو تو اس کا وبال آئندہ نسل پر ہی نہیں بلکہ پوری انسانی برادری اور معاشرے پر بھی ہوگا۔

جھوٹی انا، خواہشاتِ نفسانی اور ذاتی اغراض ومفادات کیلئے جھوٹ بولنا عام ہے یہ ایسی وبا ہے کہ جو اس سے بچا ہوا ہے وہ یقیناً وہی انسان ہے جسے ملائکہ سے افضل کہا گیا ہے۔ مسائلِ شریعت میں جھوٹ بول کر عارضی مدت کیلئے اپنی تسکین کر لینے سے بہتر ہے کہ یہاں تھوڑی سی تنگی اور پابندی برداشت کر کے آخرت کی راحت وتسکین کا خود کو مستحق ٹھہرایا جائے۔

شریعت وسنت کے سانچے میں خود کو ڈھالنا چاہئے۔ شریعت وسنت کو اپنے سانچے میں نہیں ڈھالنا چاہئے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ میری گزارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر شخص اپنے اعمال وافعال کا خود محاسبہ کریگا اور زندگی کے ہر مسئلے میں شریعت وسنتِ مطہرہ کو اپنا راہنما بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین

کراچی — مخلص!

۸ے۱۹ء — ایچ کے نورانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہِ الکریم

مسئلۂ طلاقِ ثلاثہ

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہوجاتی ہے۔ اس پابندی کے اُٹھادینے کا نام طلاق ہے۔ طلاق کیلئے کچھ الفاظ مقرر ہیں جو بہارِ شریعت حصہ ہشتم میں دیکھنے چاہئیں۔ اس وقت صِرف ایک مسئلہ ُایک دم تین طلاق دینا' ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

آجکل یہ وبا عام ہوگئی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر، معمولی جھگڑے پر یا ایسے ہی شک وشبہ کی بناء پر ایک دم تین طلاق دیدی جاتی ہیں اور بعد میں ندامت، پشیمانی اور سخت پریشانی لاحق ہوتی ہے پھر علماء کے پاس مارے مارے پھرتے ہیں اور ہر طرح سچ جھوٹ بول کر کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح رجوع کی صورت پیدا ہوجائے اور آج کل کے بعض ظاہرین اور ماڈرن قسم کے مولانا یہ کہہ کر رُجوع بھی کروادیتے ہیں کہ ایک دم تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے اور اِس سلسلے میں بہت سی باتیں سننے میں آتی ہیں، مثلاً عورتیں کہتی ہیں کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی کیونکہ غصہ حرام ہوتا ہے...... بعض کہتی ہیں کہ کوئی کچا دھاگا تھوڑا ہے جو صِرف طلاق کہہ دینے سے ٹوٹ جائے گا...... بعض کہتی ہیں کہ جب تک عورت قبول نہ کرے طلاق نہیں پڑتی وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ اس مسئلہ کو مختصر طور پر لکھ دیا جائے تاکہ مخلوقِ خدا اور اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو فائدہ ہو اور لوگ طلاق میں جلد بازی سے اجتناب کریں اور بہت سی برائیوں اور پریشانیوں سے بچ جائیں۔ وما توفیقی الا باللّٰہ

طلاق دینا جائز ہے مگر بلاوجہ ُشرعی ممنوع ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ما احل اللّٰہ شیئا ابغض الیہ من الطلاق (ابوداؤد، ابن ماجہ، دار قطنی)

کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ایما امراۃ سالت زوجھا الطلاق من غیر باس، فحرام علیھا رائحۃ الجنۃ

جوکوئی عورت اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق مانگے اس پر جنت کی بُو بھی حرام ہے۔ (دارمی شریف، ج ۲ ص ۸۵)

طلاق دینے کا بہتر اور سنت طریقہ یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک طلاق دی جائے اور تین طہر میں پوری کی جائیں یعنی ہر ماہ عورت جب حیض سے پاک ہو تو صحبت سے پہلے ایک طلاق دے۔ پھر دوسرے ماہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو صحبت سے پہلے دوسری طلاق دے اسی طرح تیسرے ماہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو قبل از صحبت تیسری طلاق دے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اس عرصہ میں شوہر کو اپنے فیصلہ پر بار بار غور کرنے کا موقع ملے گا اور وہ اپنے فیصلہ کو واپس لینا چاہے گا تو واپس لے لے گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا (طلاق-۱) (کہ اے طلاق دینے والے) تجھے معلوم نہیں کہ شاید اللہ (ایک یا دو) طلاق کے بعد کوئی نئی صورت پیدا فرما دے۔ یعنی اللہ تعالیٰ شوہر کے دل میں بغض کی جگہ محبت اور نفرت کی جگہ رغبت پیدا فرما دے اور پھر دونوں میں صلح اور ملاپ ہو جائے۔

فرمایا:۔

و اذا طلقتم النسآء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف ط

اور جب تم طلاق دو عورتوں کو پھر وہ پوری کر چکیں اپنی عدت کو تو نہ روکو ان کو کہ وہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے جبکہ دونوں آپس میں رضامند ہو جائیں مناسب طریقہ ہے۔ (البقرہ:۲۳۲)

و اذ طلقتم النسآء فبلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف او سرحوهن بمعروف و لا تمسكوهن ضرارا لتعتدوا و من يفعل ذلك فقد ظلم نفسه‘ و لا تتخذو ايٰت الله هزوا (البقرہ:۲۳۱)

اور جب تم طلاق دو عورتوں کو تو وہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو انہیں روک لو بھلائی کے ساتھ یا انہیں چھوڑ دو بھلائی کے ساتھ اور نہ روکو انہیں تکلیف دینے کی غرض سے تاکہ زیادتی کرو اور جو ایسا کرے گا تو بے شک وہ اپنی جان پر ظلم کرے گا اور اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بناؤ۔

اِن دونوں آیتوں میں طلاق سے مراد وہی طلاق ہے جس کے بعد رجوع ہو سکتا ہے، ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں۔ رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجوع ہو سکتا ہے اور عدت گزر جانے کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ دونوں اپنا گھر بسانے کیلئے رضامند ہوں اور اگر آپس میں رضامندی نہ ہو تو عمدگی اور شائستگی سے علیحدگی اختیار کر لیں اور اگر عورت رضامند نہ ہو تو عدت گزرنے کے بعد اس کو پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا وہ خوشی سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ پہلا شوہر اس پر جبر نہیں کر سکتا اور اگر کوئی زیادتی کرتے ہوئے بغرض تکلیف اس کو روکے تو اس کو ظلم قرار دیا گیا ہے۔

الطلاق مرتٰن فامساك م بمعروف اوتسريح م باحساب ط (البقرہ:۲۲۹)

طلاق (رجعی) دوبار تک ہے پھر روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ (رجعت کر کے) یا چھوڑ دینا احسان کے ساتھ یعنی رجعت نہ کرے اور عورت عدت گزار کر بائنہ ہو جائے۔

اس آیت میں کتنی صراحت ہے کہ وہ طلاق جس کے بعد رجعت ہو سکے کل دوبار تک ہے۔ایک یا دو طلاق تک تو اختیار دیا گیا ہے کہ عدت کے اندر شوہر چاہے تو عورت کو پھر دستور کے مطابق رکھ لے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے۔عدت کے بعد رجعت کا حق باقی نہیں رہتا ہاں اگر دونوں راضی ہوں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں اور اگر تیسری بار طلاق دے دے تو پھر ان دونوں میں نکاح نہیں ہو سکتا۔جب تک عورت کسی اور شخص سے نکاح کر کے صحبت کے بعد طلاق نہ لے لے جس کو حلالہ کہتے ہیں۔چنانچہ فرمایا:۔

فان لقها فلا تحل له' من م بعد حتی تنکح زوجاً غیره ط فان طلقها فلا جناح علیهما ان یتراجعآ ان ظنا ان یقیما حدود الله و تلك حدود الله یبینها لقوم یعلمون (البقرہ:۲۳۰)

(دو بار طلاق دینے کے بعد) پھر اگر (تیسری بار) اپنی عورت کو طلاق دے تو اب وہ اس کیلئے حلال نہ ہوگی جب تک وہ کسی اور خاوند کے ساتھ نکاح نہ کرے پھر اگر وہ دوسرا خاوند اس کو طلاق دے دے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہیں کہ دونوں اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں جن کو بیان کرتا ہے ان لوگوں کیلئے جو علم و دانش رکھتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ تین طلاق کے بعد عورت حلال نہیں رہتی البتہ اگر دونوں کو یقین و گمان ہو کہ دونوں حدود اللہ کو خلوص کے ساتھ قائم رکھ سکیں گے تو حلالہ کے بعد دونوں پھر مل سکتے ہیں۔

رجعت

رجعت یہ ہے کہ جس عورت کو ایک یا دو طلاق دی ہوں اس کو عدت کے اندر اسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔ رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے مثلاً میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا وغیرہ اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے یا فعل سے رجعت کرے مثلاً اس سے صحبت کرے یا بوسہ لے یا گلے لگالے۔ پھر بھی گواہوں کے سامنے کہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کرلی ہے۔

حلالہ

حلالہ یہ ہے کہ مطلقہ ثلاثہ عورت عدت پوری کرنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاحِ صحیح کرے اور یہ شخص اس عورت سے صحبت بھی کرے۔ پھر اس شخص کی طلاق یا موت کے بعد عورت عدت پوری کر کے شوہرِ اوّل سے نکاح کرسکتی ہے۔

ف...... اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے، اس کیلئے عدت نہیں ہے۔ (کتب فقہ)

ایک دن تین طلاق

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاقیں دے دے یعنی یوں کہے، تجھے تین طلاق یا تین طلاقیں، یا یوں کہے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے یا یوں کہے تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ اِن صورتوں میں طلاقیں تین ہی واقع ہونگی اور اس کی عورت ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہوجائے گی۔ اس پر اکثر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، ائمہ اربعہ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جمہور علمائے سلف وخلف کا اجماع واتفاق ہے۔

اِس میں شبہ نہیں کہ ایک دم تین طلاق دینا بہت ہی برا اور سخت جرم ہے ایسا کرنا نہیں چاہئے لیکن اگر کوئی حماقت اور غلطی سے بر طریقۂ خلافِ سنت ایک دم ہی تین طلاقیں دے دے تو بلاشبہ اس نے بہت برا کیا مگر طلاقیں بہرحال واقع ہوجائیں گی اور اس طرح طلاق دینے والا گنہگار بلکہ ظالم ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ‘ ط (طلاق-۱)

یعنی جو کوئی اللہ کی حدیں توڑے یعنی ایک دم تین طلاق دے دے تو بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک دم تین طلاق دے کر بعد میں سخت نادم اور پریشان ہوتا ہے اور پھر ناجائز اور غلط طریقے اختیار کرتا ہے۔ اس آیت میں یہ نہ فرمایا کہ ایک دم تین طلاق دینے والے کی واقع نہ ہوں گی بلکہ فرمانا ایسا کرنے والا ظالم ہے اگر اس سے ایک ہی واقع ہوتی تو وہ ظالم کیسے ہوتا؟